روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
سوموار 29 ستمبر 2014ء 3ذوالحج 1435 ہجری 29 تبوک 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 222

بچھڑے گا جو ملا ہے

دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

اخلاق عالیہ رفقاء حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ کی رضا پر صبر وشکر حضرت اماں جان کا اعلیٰ وصف تھا، آپ کے پانچ بچوں نے صغرسنی میں وفات پائی لیکن آپ کی زبان سے کبھی ناشکری یا واویلا نہیں نکلا بلکہ ہمیشہ حدیث نبویؐ ''اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلیٰ'' کا عملی مظاہرہ کیا۔ اپنے بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی کم سنی میں وفات پر آپ کا صبر اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کا ذکر ملفوظات حضرت مسیح موعود میں موجود ہے، آپ کے اس صبر اور حوصلے کو خود حضرت اقدس نے سراہا ہے۔ آپ کے اس نمونے کی خبر سن کر محترمہ صوفیہ حسن موسیٰ خان صاحبہ اہلیہ حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب آسٹریلیا نے جو ایک یورپین عورت تھیں مورخہ 2/دسمبر 1907ء کو حضرت اماں جان کے نام ایک خط میں لکھا:

''میں آپ کے اس صدمہ پر بہت غم محسوس کرتی ہوں، میں اس صدمۂ جانکاہ کے برداشت کرنے میں آپ کی جرأت اور خدا پر ایمان کو نہایت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہوں کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے اس صدمہ پر ایک آنسو بھی نہیں بہایا اور خدا کی مرضی کو بڑے استقلال کے ساتھ قبول کیا، آپ ایک بہادر عورت ہیں اور واقعہ میں اس بات کی مستحق ہیں کہ آپ کو (-) کہا جائے، آپ بڑے سے بڑے درجہ کی جو کسی زمانہ میں بھی ہم عورتوں میں سے کسی نے تاریخ عالم میں حاصل کیا ہو حقدار ہیں کیونکہ آپ ایسی طاقت وہمت رکھتی ہیں جس کا اظہار آپ کی پچھلی مصیبت کے وقت ہوا ہے۔

......میرا تین سالہ بچہ جو کہ 26/اکتوبر 1905ء کو اس دنیا سے گزر گیا......یقین جانئے کہ مجھے آپ سے سچی ہمدردی ہے کیونکہ میں اس صدمۂ عظیم کا جو ایسے موقعہ پر ماں باپ کو محسوس ہوتا ہے تجربہ رکھتی ہوں، میرا دل چاہتا ہے کہ مجھے اس صبر کا سواں (100) حصہ ہی حاصل ہوتا جو کہا جاتا ہے کہ آپ نے دکھایا۔ (الفضل 16 دسمبر 1916ء صفحہ 19)

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود کی وفات پر بھی نہایت صبر، بلند حوصلہ، طلب نصرت الٰہی اور راضی برضاء الٰہی کا بہترین نمونہ دکھلایا، ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن حضور کی وفات کے وقت کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''......حضرت (اماں جان) نے اس وقت وہ نمونہ دکھایا کہ اس سے انسان حضرت اقدس کی قوت قدسی کا اندازہ اچھی طرح سے کر سکتا ہے۔ ہم سب چھ سات گھنٹے حضرت اقدس کی خدمت میں رہے، (حضرت اماں جان) برقعہ پہنے خدمت والا میں حاضر رہیں اور کبھی سجدہ میں گر جاتیں اور بار بار یہی کہتی تھیں کہ اے حی وقیوم خدا! اے میرے پیارے خدا! اے قادر مطلق خدا! اے مُردوں کے زندہ کرنے والے خدا! تو ہماری مدد کر۔ اے واحد لاشریک خدا! اے خدا میرے گناہوں کو بخش میں گنہگار ہوں۔ اے میرے مولا! میری زندگی بھی تو ان کو دے دے، میری زندگی کس کام کی ہے یہ تو دین کی خدمت کرتا ہے، میری زندگی بھی اس کو دے۔ بار بار یہی الفاظ آپ کی زبان پر تھے، کسی قسم کی جزع فزع آپ نے نہیں فرمائی اور اخیر میں جب کہ انجام بہت قریب تھا آپ نے فرمایا: اے میرے پیارے خدا! یہ تو ہمیں چھوڑتے ہیں مگر تو ہمیں نہ چھوڑیو اور کئی بار یہ کہا اور جب اخیر میں یٰسین پڑھی گئی اور دم نکل گیا تو اندر مستورات نے رونا شروع کر دیا مگر آپ بالکل خاموش ہو گئیں اور ان عورتوں کو بڑے زور سے جھڑک دیا اور کہا کہ میرے تو خاوند تھے، جب مَیں نہیں روتی تم کون رونے والی ہو۔ ایسا صبر واستقلال کا نمونہ ایک ایسی پاک عورت سے جو کہ ایسے ناز ونعمت میں پلی ہوئی ہو اور جس کا ایسا بادشاہ اور ناز اٹھانے والا خاوند انتقال کر جائے، ایک اعجاز ہے''۔ (بدر 2 جون 1908ء صفحہ 4 کالم 3)

وصیت کی بنیاد

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔
''وصیت کی بنیاد وہ روح ہے جس کے پیش نظر حضرت مسیح موعود نے نظام وصیت جاری فرمایا اور وہ روح یہ ہے کہ وہی شخص موصی کہلائے جو دینی عمل اور اعتقادات کے لحاظ سے بھی صف اول پر ہو اور مالی قربانی میں بھی ایسی شاندار قربانی پیش کرنے والا ہو کہ آئندہ نسلیں اس کی قربانی کا حال دیکھ کر اس کے لئے دعائیں کریں۔
(رپورٹ مجلس مشاورت 1983ء)
(مرسلہ: سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نیکی کو قائم کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔
''اگر انسان کے دل میں خدا کا خوف ہو تو وہ یہ دعویٰ کر ہی نہیں سکتا کہ میرے اندر بڑی نیکی ہے اور یہ کہ یہ نیکی ہمیشہ میرے اندر قائم بھی رہنی ہے۔ پس اگر کسی سے کوئی نیکی کی بات ہوتی ہے تو اللہ کا خوف رکھنے والے اور حقیقت میں نیک بندے اس پر ہمیشہ قائم رہنے کی دعا کرتے ہیں۔ اور ہر احمدی کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے نیکیوں کو اپنے اندر قائم رکھنے کی کوشش کرے اور سب سے زیادہ جو نیکیوں کو جلا کر خاک کرنے والی چیز ہے اس سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں جیسا کہ......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ حسد ہے۔ پس اس حسد کی بیماری کو کوئی معمولی چیز نہ سمجھیں۔ تمام زندگی کی نیکیاں حسد کے ایک عمل سے ضائع ہو سکتی ہیں''۔
(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 258)
(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2014ء
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ پاکستان)

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال و جواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

خطبہ جمعہ 29 /اگست 2014ء

س: حضور انور نے خطبہ جمعہ کہاں ارشاد فرمایا؟

ج: حدیقۃ المہدی، اسلام آباد۔

س: حضور انور نے جلسہ سالانہ میں شمولیت کا کیا مقصد بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کا مقصد یہ ہے کہ دین کی حقیقت کا علم حاصل کریں، دین سیکھیں، روحانیت میں ترقی کریں، نیک ماحول کے زیر اثر اپنی فطری نیکی کو پہلے سے بہتر کریں، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے کے اعلیٰ سے اعلیٰ راستوں کا علم پا کر ان پر چلیں، حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا کریں، اپنی زبانوں کو ذکر الٰہی سے تر کرنے کیلئے کوشش کریں، عبادتوں کی طرف توجہ دیں اور انہیں اس معیار پر لانے کی کوشش کریں جو معیار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہم سے چاہتے ہیں۔

س: اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا کیا مقصد بیان فرمایا ہے؟

ج: فرمایا! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے کہ میں نے جن وانس کی پیدائش کا مقصد عبادت کو قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اس آیت کی رو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے۔

س: حضور انور نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کو کس اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی ہے؟

ج: فرمایا! جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے ہر فرد کا یہ کام ہونا چاہئے کہ اپنے اس سفر کو اور یہاں آنے کے مقصد کو خالصتاً للہی سفر اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا مقصد بنائیں۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی اور اس ذمہ داری کی ادائیگی ہی ان کی اہمیت کو بڑھاتی ہے۔

س: حضرت مسیح موعود کی اس خواہش کہ "میرے ماننے والوں کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں" پر عمل کرنے کے لئے ہمیں کن دعاؤں کی ضرورت ہے؟

ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میرے ماننے والوں کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں۔ یعنی انہیں ہر وقت آخرت کی فکر ہو۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ انسان اپنی کوشش سے یہ مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ ہاں اس کیلئے جس حد تک عملی کوشش ہو سکتی ہے کر کے پھر دعاؤں میں لگ جائے کہ اے اللہ دنیا کے مسائل اور روکیں قدم قدم پر میری راہ میں حائل ہیں تو اپنے فضل سے مجھے اس راستے پر چلا دے جو تیری رضا کا راستہ ہے۔

س: آنحضرت ﷺ نے اپنے ماننے والوں کی تعریف کن الفاظ میں فرمائی ہے؟

ج: فرمایا! آنحضرت ﷺ تو اپنے ماننے والوں کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ حقیقی (مومن) وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے ہر (مومن) اور ہر سلامتی دینے والا محفوظ رہے بلاتخصیص۔

س: ایک مومن کی قرآن کریم میں کیا نشانی بیان ہوئی ہے؟

ج: فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے فائدے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو۔" (آل عمران: 111) پس ایک مومن کی نشانی یہ ہے کہ نیکیوں کی تلقین کرنے والے اور بدی سے روکنے والے ہوں۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانے والے ہوں اور نقصان سے بچانے والے ہوں۔

س: سب سے زیادہ صدقہ و خیرات کون لوگ کرتے ہیں؟

ج: فرمایا! ایک سروے ہوا جو یہیں کے لوگوں نے کیا۔ کسی (مومن) نے نہیں کیا کہ دنیا میں صدقہ و خیرات اور چیریٹی دینے والے کون لوگ ہیں جو زیادہ ہیں تو یہ بات سامنے آئی کہ خدا تعالیٰ کو ماننے والے کسی مذہب کو ماننے والے لامذہبوں اور خدا تعالیٰ کو نہ ماننے والوں کی نسبت زیادہ صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے آپس کے موازنے میں بھی یہ بات پتا لگی کہ (مومن) صدقہ و خیرات دوسروں سے زیادہ کرتے ہیں۔ یہ نیکی ہے (مومنوں) میں صدقہ و خیرات کے حکم کی وجہ سے۔ خدا کرے کہ یہ لوگ باقی نیکیاں بھی اپنانے والے بن جائیں۔

س: حضرت مسیح موعود کے بیان فرمودہ جلسہ سالانہ کے مقاصد میں سے کس مقصد کا ذکر فرمایا گیا؟

ج: حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ "جلسے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جب بے شمار لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوں تو بعض ضرورتیں پیدا ہوتی ہیں تو ایسے وقت ایک حقیقی احمدی کا یہ کام ہے کہ اپنی ضرورت کو دوسروں کے لئے قربان کرے اور محبت و ایثار کا نمونہ دکھائے۔ نہ صرف قربان کرے بلکہ اس نمونے میں محبت و ایثار بھی ٹپک رہا ہو"

س: حضور انور نے احباب جماعت کو عاجزی کی بابت نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے کس وصف کا ذکر فرمایا؟

ج: فرمایا! ایک احمدی کو تو خاص طور پر عاجزی اختیار کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے اس وصف کو خاص طور پر بڑا سراہا ہے اور فرمایا کہ تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں۔

س: اللہ تعالیٰ نے سچائی اور انصاف کا کیا معیار بیان فرمایا ہے؟

ج: فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سچائی کا ایسا معیار ہو اور انصاف کا ایسا معیار ہو کہ اگر اپنے خلاف یا اپنے پیاروں کے خلاف بھی بات جاتی ہو تو کرو لیکن سچائی کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دو۔

س: حضور انور نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے نتیجہ میں مخالفین میں کس تبدیلی کا تذکرہ فرمایا؟

ج: فرمایا! دنیا کے کئی ممالک سے یہ رپورٹس آتی ہیں۔ لوگ جلسے میں شامل ہوئے اور شامل ہونے والے یہ کہتے ہیں کہ جلسے کے نیک اثر کی وجہ سے ہمیں (دین حق) کی حقیقی تعلیم کا بھی پتا چلا۔ حتیٰ کہ بعض مخالفین جب جلسے پر آئے تو نہ صرف مخالفت سے رک گئے بلکہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔ تو مخالفین بھی اثر لیتے ہیں۔

س: حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی کے کس ایمان افروز واقعہ کا ذکر فرمایا؟

ج: فرمایا! ایک مخالف (دین) جوڑا جلسہ سالانہ جرمنی میں اعتراض کرنے کی غرض سے آئے۔ لیکن جلسے کے ماحول کو دیکھ کر اس کے بعد ان کی ملاقات بھی ہوئی ان کی ایسی کایا پلٹی کہ انہوں نے بیعت کر لی۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جب بیعت لی جا رہی ہوتی ہے تو بیعت کا نظارہ ایسی صورت پیدا کر دیتا ہے کہ غیر ارادی طور پر نہ چاہتے ہوئے بھی ہم بیعت میں شامل ہو جاتے ہیں۔

س: حضور انور نے آنحضرتؐ کے ایک دوسرے کو سلامتی کا پیغام پہنچانے کے حکم پر عمل کے نتیجہ میں کن برکات کا تذکرہ فرمایا؟

ج: ایک (مومن) کو یہ بھی حکم ہے کہ سلامتی کا پیغام پہنچائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر اس شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے سلام کرو۔ جب ایک دوسرے کو سلامتی کی دعا انسان دے رہا ہو تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ دل میں بغض، کینہ، نفرت یا تکبر کے جذبات ابھریں شرط یہ ہے کہ دل سے آواز نکل رہی ہو۔ پس سلامتی کے پیغام کو بہت وسعت دینے کی ضرورت ہے۔ پس جلسے پر آنے والے ہر شخص کو اس بات کی پابندی کرنی چاہئے یہ کوشش کرنی چاہئے، کہ اس ماحول میں ایک دوسرے پر اس قدر سلامتی بکھیریں کہ پورا ماحول سلامتی بن جائے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور سلامتی کو حاصل کرنے والے بن جائیں۔

س: خطبہ کے آخر پر جلسہ سالانہ کے کارکنوں کو حضور انور نے کیا ہدایات فرمائیں؟

ج: فرمایا! کارکنوں کو میں دوبارہ یاددہانی کروانا چاہتا ہوں جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ اپنے فرائض کو احسن رنگ میں انجام دینے کے لئے پوری طرح توجہ دیں۔ کسی بات یا کام کو معمولی نہ سمجھیں۔ سیکیورٹی والوں کے لئے بھی جہاں خوش اخلاقی ہے وہاں گہری نظر کی بھی ضرورت ہے۔ سیکیورٹی کارکنان کے علاوہ بھی دوسرے کارکنان جو ہیں وہ بھی ہوش و حواس کے ساتھ اپنے چاروں طرف نظر رکھیں۔ پھر جہاں رش کے وقت ہوتے ہیں۔ داخلے کے وقت یا باہر نکلتے وقت بعض دفعہ وہاں بھی بڑے صبر اور تنظیم کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے۔

س: حضور انور نے شاملین جلسہ کو کیا نصائح فرمائیں؟

ج: فرمایا! شامل ہونے والے ڈیوٹی کے کارکنان کی جو بھی ہدایت ہے بغیر برا منائے اسے مانیں قطع نظر اس کے کہ ہدایت دینے والا بچہ ہے یا بڑا۔ اگر وہ اپنے فرائض ادا کر رہا ہے تو اس کو اہمیت دیں اور اس کی بات مانیں۔ اپنے کارڈ کسی بھی اپنے دوست یا واقف کار یا قریبی کو نہیں دینے۔ جو جس کا کارڈ ہے وہ استعمال کرے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے جلسے کو اور جس کی جتنی جتنی توفیق ہے وہ روزانہ صدقہ بھی دے سکتا ہے بلکہ دینا چاہئے اور دے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس جلسے کو بابرکت فرمائے اور ہم تمام برکات سمیٹنے والے بھی بنیں۔

☆☆☆☆☆

جماعت احمدیہ کا میگنا کارٹا

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

صوفی مطیع الرحمٰن صاحب (مربی) امریکہ کی روانگی کے وقت میں نے جو تقریر کی تھی جو لکھی جا چکی ہے اور چھپ جائے گی، اُس میں مَیں نے بتایا ہے کہ تحریک جدید جماعت احمدیہ کے لئے اِسی طرح ہے جس طرح انگریزوں کے لئے میگنا کارٹا ہے۔ اس میں جماعت کی ترقی کے وہ اصول بتائے گئے ہیں جن کی اس وقت ضرورت ہے۔ اگر احباب ان کے بین السطور کو پڑھیں تو ایسا مصالح مل سکتا ہے جو صدیوں تک کام آئے۔

جب میں نے وہ باتیں لکھی تھیں جو سمجھتا تھا کہ القائی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہیں میں اُس وقت دلیری سے کہہ رہا تھا کہ جماعت کے سامنے سکیم پیش کروں گا مگر صرف اتنا جانتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو طاقت مجھ میں آئی ہے وہ خود بتائے گی حتیٰ کہ وقت پر اُس کی حقیقت مجھ پر کھولی گئی۔ تب میں سمجھا کہ یہ ایک ایسی طاقت اور قوت ہے کہ جس سے جماعت دشمنوں کو زیر کر سکتی ہے اور خود ترقی بھی کر سکتی ہے۔

ہزاروں بار میرے دل میں یہ حسرت پیدا ہوئی کہ کونسا طریق ہو جس سے جماعت کو مادی اور مغربی رنگ سے بچایا جائے مگر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی حتیٰ کہ وہ وقت آ گیا جب خدا تعالیٰ نے مجھے یہ سکیم بتا دی تا کہ جماعت اُس پر عمل کر کے آہستہ آہستہ اِس ڈھنگ پر آ جائے جو اس کے لئے ضروری ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ مستقل طور پر اس پر چلتی جائے اور جماعت کا ایک طبقہ ایسا ہو جو اس سکیم کی روح کو سمجھتا ہو اور یقین رکھتا ہو کہ صحیح ہے۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 ص 126)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

مکرم راشد احمد بلوچ صاحب

کوٹ قیصرانی ڈیرہ غازیخان کے رفقاء مسیح موعود

کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخان کا ایک دور افتادہ گاؤں ہے جو شہر سے تقریباً 96 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں قیصرانی قبیلے سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد ہیں۔ اس قبیلہ کے سردار کا نام قیصر خاں تھا جس کی وجہ سے اس گاؤں کا نام ''کوٹ قیصرانی'' پڑ گیا۔ اس گاؤں سے تعلق رکھنے والی سعید روحوں کو حضرت اقدس مسیح موعود کی بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ ان سعید روحوں کا تذکرہ ذیل کی سطور میں کیا جا رہا ہے۔

مکرم سردار امام بخش خان صاحب اور اہلیہ صاحبہ

حضرت سردار امام بخش خان صاحب رئیس کوٹ قیصرانی بڑے معزز سرداروں میں سے تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود کے رفیق اور نہایت مخلص اور نہایت متقی انسان تھے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ خدا تعالیٰ کے فضل سے علوم ظاہری و باطنی سے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے سے مالامال ہوئیں۔ محترمہ سردارنی صاحبہ نے اپنے احوال قبول احمدیت کے واقعات و روایات ''الحکم'' اور ''مصباح'' میں شائع کروائیں جو بہت ایمان افروز ہیں۔

تحریر کرتی ہیں کہ ہم حنفی مذہب کے پیرو تھے۔ میرا خاوند شیعہ مسلک کی طرف راغب ہو گیا مجھے اس بات سے بہت رنج ہوا ہم آپس میں میاں بیوی بہت بحث مباحثہ کرتے جب کوئی صورت فیصلہ کی نظر نہ آتی تو بڑی عاجزی سے خدا تعالیٰ کے حضور یہ بھی دعا کرتے کہ حضرت امام مہدی کو ہماری زندگی میں ہی ظاہر فرماتا کہ وہ آ کر ان تمام جھگڑوں کا فیصلہ کرے۔ گو وہ امام مہدی موجود تھے لیکن ہمارے کانوں نے نہیں سنا تھا۔ یقیناً یہ ہماری عاجزانہ دعا منظور ہو گئی، کہ ہم اپنے خاندان برادری، رعایا غرض یہ کہ تمام قوم سے پہلے ہی سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے اور بذات خود حضرت مسیح موعود کے دست حق پر شرف بیعت حاصل کیا۔ سب سے پہلے سردار صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ایک وجیہ شکل بزرگ نے کہا کہ دیکھو امام بخش (نام لے کر مخاطب کیا) ابوبکر و عمر کے ذمہ کوئی سہو و خطا نہیں اس پر وہ شیعہ مسلک سے دستبردار ہو گئے۔ اس کے بعد ان کو ڈاک منشی کے ذریعہ سے اخبار البدر ملا اور یہ اس وقت کا اخبار تھا جب حضرت مسیح موعود نے زلزلہ کی پیشگوئی فرمائی تھی اور حضور خود باغ میں قیام پذیر تھے۔ اس اخبار میں حضرت مسیح موعود کے الہام، حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا ذکر اور لوگوں کے اعتراضوں کے جواب تھے۔ ہم نے بڑی حیرانی سے ان باتوں کو پڑھا۔ لیکن پرانے خیالات جو عقیدہ کے رنگ میں دماغ میں آ گئے تھے وہ صرف دو پرچوں سے کیسے نکلیں لیکن دل چاہتا تھا کہ کسی طرح اس معاملے کی اچھی طرح وضاحت ہو۔ اسی عرصہ میں بستی بزدار میں جو ہمارے قریب تھی احمدیت پہنچ چکی تھی۔ لیکن ہمیں کچھ علم نہ تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہاں کا باشندہ مولوی ابوالحسن خان نامی (حضرت ابوالحسن صاحب بھی آپ کے جلیل القدر رفقاء میں سے ہیں) دہلی پڑھتا تھا وہاں سے وہ احمدیت لایا اور اس کے ذریعہ بستی بزدار میں تین شخص احمدی ہو گئے۔ دو شخص خواندہ تھے اور تیسرا ناخواندہ تھا۔ اسی ناخواندہ کے ذریعے خدا تعالیٰ نے ہمیں احمدیت کی نعمت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ پھل خان (یہ بھی حضرت مسیح موعود کے رفیق تھے) ان کا نام تھا۔ جراحی کا کام کرتے تھے۔ اس واسطے اس کی آمد و رفت اکثر یہاں رہتی تھی، ایک دن سردار صاحب اپنی مردانہ بیٹھک میں چند آدمیوں سمیت بیٹھے تھے کہ پھل خان آ گیا ادھر اُدھر کی باتیں ہوتے ہوتے کسی شخص نے سردار صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ پھل خان نے مسلک تبدیل کر لیا ہے۔ سردار صاحب نے پھل خان صاحب سے پوچھا اس نے حضرت مسیح موعود کا ذکر خیر کیا۔ اس نیک دل انسان نے کہا کہ دیکھو سردار صاحب آپ نے مخالفوں کی تقریریں سنیں، لٹریچر پڑھا اگر تحقیق حق ہے تو ہماری کتابیں بھی پڑھیں میں آپ کو لا کر دوں گا۔ سردار صاحب نے وعدہ کیا کہ میں ضرور پڑھوں گا۔ وہ مرحوم مغفور انسان تلاش کر کے ہمیں کتابیں لا کر دیتا۔ ایک ختم ہوتی تو اور تلاش کر کے لاتا۔ جاڑے کا موسم تھا اکثر ہم رات کو پڑھتے تھے۔ جب ہم پر حق کھلنے لگا اور دن بدن ایمان ترقی کرتا یقین کی حد کو پہنچا۔ تو پھر میں اس خوشی کی کیا مثال دوں۔ ٹھیک اسی طرح پر ہوا جس طرح پر کسی کا باپ دادا کوئی مدفون خزانہ چھوڑ کر مر گیا ہو اور اولاد اس خزانہ کو تلاش کرتے کرتے افلاس کی حالت کو پہنچ گئی ہو، تب اچانک وہ خزانہ مل جائے۔ جب خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے سمجھ عطا فرمائی تو پھر پرانی باتیں جو عقیدہ کے رنگ میں تھیں وہ خود ہی ہمیں شرمندہ کرتیں، عقل ان باتوں کو دور پھینکتی کہ اوہو ہم کیسی غلطی میں تھے۔ ابن مریم کے نام و نزول کے لفظوں نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ جب ہم کو یقین ہو گیا کہ یہ مسیح و مہدی ہیں تو پھر ہم نے بیعت کا خط لکھا۔

20۔ اکتوبر 1906ء کو ہم دونوں میاں بیوی نے بذریعہ خط بیعت کر لی۔ سردار صاحب نے خود تو دو تین مہینے بعد قادیان جا کر دستی بیعت کی مگر عاجزہ راقمہ نے 1907ء میں بال بچوں سمیت بہمراہی سردار صاحب دارالامان جا کر زیارت کا شرف حاصل کیا۔ جب ہم حضرت اقدس کے دروازے پر پہنچے دربان سے سردار صاحب نے کہا کہ آپ کسی عورت کو بلائیں کہ وہ ہمارے عیال کو اندر لے جاوے۔ اس نے کسی کو بلایا وہ ہمیں اندر سے اوپر کو لے گئی۔ صحن میں تخت پوش پر ایک عابد شکل مجسم نور بزرگ بیٹھا وضو فرما رہا ہے۔ آگے قلم دوات اور کاغذات رکھے ہوئے ہیں۔ دل نے گواہی دی کہ ضرور یہی بزرگ مسیح موعود ہوں گے۔ مگر میں نے احتیاطاً اپنی راہبر بیوی (نقل بمطابق اصل۔ مراد وہ عورت جو آپ کے ساتھ تھی۔ ناقل) سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہی حضرت صاحب ہیں۔ چونکہ حضرت اماں جان سامنے کے کمرے میں تشریف فرما تھیں وہ راہبر بیوی ہمیں وہاں لے جا رہی تھی لیکن میں پہلے حضرت اقدس کی خدمت میں چلی گئی۔ السلام علیکم عرض کر کے نیچے پختہ فرش پر بیٹھ گئی۔ حضور نے سلام کا جواب دے کر دریافت فرمایا کہ کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے اپنا وطن بتایا سردار صاحب کا نام لیا۔ آپ بشاش چہرے سے حال دریافت فرماتے اور سنتے رہے۔ عصر کا وقت تھا حضور نماز کی تیاری کر رہے تھے۔ آپ نماز پڑھنے بیت مبارک میں تشریف لے گئے اور ہمیں فرمایا کہ آپ وہاں جا بیٹھیں جہاں حضرت اماں جان صاحبہ تشریف فرما تھیں۔ ہم ان کی خدمت میں پہنچے السلام علیکم عرض کیا۔ آپ نے کمال مہربانی اور کشادہ پیشانی سے جواب دیا۔ احوال دریافت فرمایا۔

دو روز کے بعد پھر میں نے بیعت کے متعلق عرض کیا تو فرمایا کہ کیا آپ نے میری کوئی کتاب بھی دیکھی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور میں نے بہت سی کتب دیکھی ہیں۔ حضور نے نام دریافت فرمائے تو میں نے جتنے نام یاد آئے سنا دیئے۔ تو آپ نے بہت خوش ہو کر میری بیعت لی اور فرمایا کہ اس وقت جو کتاب تحریر کر رہا ہوں اس کا نام چشمہ معرفت رکھوں گا۔ جب چھپے گی میں آپ کو بھجوا دوں گا۔

ایک دن حضرت اماں جان حضرت اقدس کے ہمراہ بغرض تفریح سیر کو باہر تشریف لے گئیں۔ عاجزہ راقمہ اور دیگر بہت سی مستورات برقعہ پوش حضرت ممدوحہ کے اردل میں چلیں۔ میرا بیٹا سردار امیر محمد خان (انہیں بھی حضرت مسیح موعود کے رفیق ہونے کا شرف حاصل ہے) جو اس وقت بفضلہٖ تعالیٰ صاحب اولاد ہے اس وقت تقریباً چار سال کا ہو گا یہ حضور کے آگے دوڑتا اور کھیلتا جاتا تھا ہمارے ملک میں لڑکوں کو بھی زیور پہناتے تھے چنانچہ یہ بھی زیوروں سے خوب آراستہ تھا جب حضور واپس دولت خانہ تشریف لائے تو مجھے فرمایا کہ خدا نے آپ کو لڑکا دیا ہے تو کیا آپ کا دل چاہتا ہے کہ یہ زیور پہن کر لڑکی نظر آئے۔ میں یہ ارشاد سن کر فوراً زیور اتارنے لگی۔ تو حضرت اماں جان نے فرمایا کیا آپ زیور اتارتی ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں تو حضرت ممدوحہ نے زبان سے یہ فرما کر کہ اچھا یہ سعادت میں حاصل کرتی ہوں بذات خود سب زیور اتار کر رکھ دئے۔ حضرت اقدس وضو فرما رہے تھے اور اس طرف بھی خیال تھا وضو سے فارغ ہو کر بچے کے پاس آ کر تبسم سے دیکھ کر فرمایا کہ تم احمدی اب ہوئے۔

ایک دن بسواری رتھ سیر کو تشریف لے گئے حضرت اقدس و حضرت اماں جان صاحبہ اور چھوٹی صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم دروازے سے ہی سوار ہوئے باقی مستورات برقعہ پوش رتھ کے ساتھ پیچھے جا رہی تھیں تھوڑی دور جا کر حضور اتر پڑے اور میرے واسطے فرمایا کہ وہ سوار ہوں۔ میں یہ سمجھ کر کہ حضور کی بڑی صاحبزادی اور بڑی بہو صاحبہ پیدل ہوں اور میں سوار یہ نامناسب سمجھ کر عذر کر دیا۔ نہیں بخوشی پیدل چلتی ہوں حضور نے میری بات سن کر خود ہی فرمایا کہ نہیں آپ سوار ہو جائیں دوبارہ عرض کیا کہ ابھی تھکی نہیں تب حضور نے فرمایا کہ حکم کا مان لینا سعادت ہے تب میں فوراً سوار ہو گئی۔

ایک دن حضور کا وضو ایک خادمہ کرا رہی تھی جو پانی نیچے گر رہا تھا میں نے ایک چلو اس سے لے کر سردار امیر محمد خان کی آنکھوں پر لگایا جو کہ ہمیشہ خراب رہا کرتی تھیں۔ بہت سے علاج کئے حتیٰ کہ جونکیں لگوائیں مگر پوری شفایاب نہ ہوئی تھیں خدا کے فضل سے اسی دن سے خدا نے شفا بخشی پھر کبھی خراب نہ ہوئیں۔

جب ہم حضور سے رخصت لے کر دارالامان سے چلنے لگے تو میں نے اپنی روحانی والدہ سے التجا کی کہ حضرت اقدس کا کوئی مستعمل کپڑا ہمیں عنایت فرمایا جائے جناب موصوفہ نے حضور کا مستعمل چوغہ عنایت فرمایا جس کو میں نے گھر آ کر حفاظت سے رکھ چھوڑا۔

(الحکم 7 ستمبر، 21 ستمبر 1934ء)

اس کے بعد جب آپ کا بیٹا بیمار ہوا اور تمام علاج معالجوں سے کوئی افاقہ نہ ہوا تو اس چولہ کی برکت کی وجہ سے وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا۔

سردار میر محمد خان قیصرانی صاحب

آپ سردار امام بخش صاحب کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ جب اپنے والدین کے ساتھ قادیان گئے تھے اس وقت آپ کی عمر چار سال کے قریب تھی۔ آپ نے اپنے علاقے کے رواج کے مطابق زیور پہنا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے آپ کا سارا زیور اتروا دیا تھا اور فرمایا کہ تم احمدی اب ہوئے ہو۔

حضرت سردار شیر بہادر خان صاحب

مکرم سردار شیر بہادر خان صاحب اپنے بزرگ بھائی سردار امام بخش خان صاحب کی دعوت الی اللہ سے احمدی ہوئے اور پھر قادیان جا کر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مکرم شیر بہادر خان صاحب کو سلسلہ اور خلافت سے خاص انس تھا۔ بیعت سے قبل پیروں کو مانتے تھے۔ لیکن جب

باقی صفحہ 6 پر

مکرم وحید احمد جنجوعہ صاحب

استاد کا مقدس پیشہ، مقام اور اس کے فرائض

استاد کا کردار طلباء کی سیرت سازی کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے

علم کا حصول ہر مرد اور عورت پر فرض ہے اور تعلیم کے حصول کو ممکن بنانا ہر حکومت کی اولین ترجیحات میں سے ایک ہونا چاہئے۔ تعلیم ہی کے ذریعے ابھرتے ہوئے اذہان کو بہترین اور مفید ترین طرز حیات سے روشناس کروایا جاتا ہے۔ دراصل تعلیم ایک ایسا وسیلہ ہے جس سے ہم اپنے بچوں کو دینی عقائد، قومی نظریات تہذیبی روایات، نئی نئی ایجادات، علمی اور فنی معلومات، نیز سب سے بڑھ کر اقدار حیات سے واقف کرواسکتے ہیں تاکہ وہ اس سرمایہ میں اور اضافہ کر کے اسے اپنی آنے والی نسلوں کو منتقل کر سکیں۔ اسی فکری اور تہذیبی ورثے کے مسلسل انتقال کا نام تعلیم ہے۔

تعلیم دینا یا علم بانٹنا دینی تعلیمات کی رو سے ایک بہت ہی مقدس فریضہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت اور رسول کریم ﷺ کا منصب ہے۔ جو بھی انسان اس فریضہ کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیتا ہے۔ وہ ایک بہت عظیم رتبہ کو حاصل کر لیتا ہے۔

نظام تعلیم خواہ کیسا بھی ہو اس میں استاد کو بلاشبہ ریڑھ کی ہڈی کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ استاد ایک ایسا رابطہ ہوتا ہے جو کسی کتاب یا اپنے سینے میں موجود علم اور طالب علم کو ایک لڑی میں پرو دیتا ہے۔ استاد کتاب کو پہلے خود اچھی طرح سمجھتا ہے۔ پھر اس میں موجود موتیوں کو طالب علموں تک پہنچاتا ہے سو یہ بات بالکل واضح ہے کہ کسی بھی معاشرے میں طلباء اور درسگاہوں کا وجود صرف استاد کی وجہ سے ہی قائم ہوتا ہے۔

محسن انسانیت، انسان کامل، رحمۃ للعالمین حضرت خاتم الانبیاءؐ نے بھی معلم کے بلند ترین منصب پر فائز ہونا باعث فخر سمجھا۔ وہ اپنی زندگی میں بس اللہ تعالیٰ کا پیغام اور خدائی تعلیمات کو تمام انسانوں تک پہنچانے کا فریضہ ہی سرانجام دیتے رہے۔ رسول پاک ﷺ نے دنیا میں اپنی آمد کا مقصد ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

انما بُعِثُتُ معلما

میں معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں

اس لئے دینی معاشرے میں استاد کو نہایت ہی بلند مقام حاصل ہوتا ہے۔ ہمارا مذہب استاد کو بلاشک وشبہ باپ کے برابر درجہ دیتا ہے اور اس کا بے حد ادب واحترام واجب سمجھا جاتا ہے۔ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ معاشرے میں استاد کا ادب نہ کرنے والا شخص خود اپنی عزت کھو دیتا ہے۔ مذہب نے استاد کو یہ اعلیٰ اور بلند مرتبہ صرف اس لئے عطا کیا ہے کیونکہ وہ نئی نسلوں کو علم کے نور سے منور کرنے کا سبب بنتا ہے۔

ویسے تو ہر مخلص استاد کی یہی خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے شاگرد کی بہتر سے بہتر طریقے سے راہنمائی کر سکے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ طلباء تک علم کو پہنچانا اور اس طریقہ سے پہنچانا کہ وہ اس سے صحیح طور پر مستفید ہو سکیں بذات خود ایک مشکل اور بہت بڑا فن ہے اور ہر فن کے کچھ اپنے اصول و ضوابط ہوتے ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ اہمیت استاد کے فرائض کو حاصل ہے دینی معاشرے میں تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ شاگردوں کی سیرت سازی کے کام کو بھی بہت حد تک استاد نے ہی سرانجام دینا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اس معاشرے میں استاد کے فرائض میں بھی ایک خاطر خواہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان فرائض کا جائزہ کچھ یوں لیا جاسکتا ہے۔

سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ استاد اپنے علم کو دوسرے انسانوں کے لئے نفع بخش اور فائدہ مند بنائے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ:

اس علم کی مثال جس سے فائدہ نہ ہو اس خزانہ کی سی ہے۔ جس میں سے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا جائے۔

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ:

جس شخص سے علم کی کوئی ایسی بات دریافت کی گئی جسے وہ جانتا ہے لیکن وہ چھپائے اور نہ بتائے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔

سو استاد کا ایک بنیادی فرض یہ بھی ہے کہ وہ حق اور سچ کو کسی حالت میں بھی نہ چھپائے بلکہ اسے ظاہر کر دے خواہ نقصان ہی اٹھانا پڑے۔

استاد کے اولین فرائض میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ جب بھی اپنے طلباء کو کوئی کتاب پڑھانا چاہے تو پہلے خود اس کا بغور مطالعہ کرے۔ اس کے معانی ومطالب کو پوری طرح ذہن نشین کرنے کی کوشش کرے پھر اپنے تدریس کی ضرورت کے مطابق اپنے خیالات مرتب کرے اور ان خیالات کے اظہار کے لئے الفاظ کا انتخاب بھی کر لے۔ اگر وہ اپنے شاگردوں کو تیاری کے بغیر پڑھانے کی کوشش کرے گا تو ممکن ہے وہ طلباء کو مطمئن نہ کر سکے۔ اس طرح بہت ممکن ہے کہ طالب علم اس سے بدظن اور بددل ہو جائے جس کی وجہ سے شاگرد کا نقصان تو ہوگا ہی مگر استاد کے منصب اور اس کے احترام کو بھی ضرور دھچکا لگے گا۔

استاد کو ایک معلم کی حیثیت میں یہ حقیقت ذہن نشین کرنی چاہئے کہ وہ پیارے نبی ﷺ کی پیروی میں اس احسن فریضہ کو سرانجام دے رہا ہے اس لئے اس نے تدریس کا سب کام خدا تعالیٰ کی مدد کے ساتھ اسی کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے کرنا ہے جس کے لئے اسے ہر تدریسی عمل سے پہلے خدا تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہئے اور اسے انسانوں کی بجائے خدا سے ہر قسم کے اجر کی توقع رکھنی چاہئے۔

استاد کا فرض ہے کہ تعلیم دیتے وقت مکمل سنجیدگی کا انداز اپنائے۔ اگر موضوع مشکل ہے تو طلباء کو سمجھانے کے لئے اسے بار بار دہرائے۔ اگر ضرورت محسوس کرے تو چارٹوں اور نقشوں کی مدد سے بھی بات سمجھانے کی کوشش کرے اگر کوئی طالب علم سوال پوچھے تو اسے درست اور تسلی بخش جواب دے اور دوران تدریس کوئی بھی ایسی بات کرنے سے گریز کرے جس سے کسی بھی رنگ میں معلّمی کے بلند وبالا اور مقدس پیشے کی تحقیر ممکن ہو۔

معلم کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے طلباء کے ساتھ ان کی عقل کے مطابق بات کرے۔ اس کے لئے پہلے وہ شاگردوں کی ذہنی استعداد کو پہچانے پھر اس کے مطابق ہر شاگرد کی تعلیم وتربیت کا فریضہ سرانجام دے۔ اگر یہ نفسیاتی عمل نہ اپنایا گیا تو تعلیم کا مقصد ہرگز پورا نہ ہوگا اور ممکن ہے کہ استاد کی بات اکثر شاگردوں کے سروں کے اوپر سے گزر جائے۔ اسی طرح اگر کوئی طالب علم دوسرے طلباء کی نسبت کند ذہن یا کم عقل ہو تو استاد پر لازم ہے کہ اس کی تعلیم وتربیت اس کی ذہنی سطح کے مطابق کی جائے۔ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے طالب علم کو کبھی بھی اس کے کم عقل ہونے کا احساس نہ دلایا جائے۔

استاد کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ ایسے مضمون کی تدریس کی ذمہ داری لے جس کی جزئیات پر اسے زیادہ سے زیادہ عبور اور دسترس حاصل ہو۔ اس طرح وہ طلباء کو زیادہ صحیح معلومات فراہم کر سکتا ہے۔ اگر وہ دوران تدریس کوئی بات بھول جاتا ہے یا کوئی طالب علم کوئی ایسا سوال پوچھ لیتا ہے جس کے جواب کی صحیح تصویر اس کے ذہن میں محفوظ نہیں تو اس کی ذمہ داری یہی ہے کہ وہ اپنی لاعلمی کا اعتراف کر لے۔ وہ صاف صاف کہہ دے کہ میں یہ بات اس وقت آپ کو بتاؤں گا جب میں خود مطمئن ہو جاؤں گا۔ اگر ایسے موقعہ پر استاد کوئی غلط بات بتا دے گا اور طالب علم کو پتہ چل جائے کہ استاد نے تحقیق کئے بغیر اسے غلط جواب بتا دیا ہے تو لامحالہ اس کے دل میں موجود استاد کی عزت ختم ہو جائے گی اور اگر طالب علم کو استاد کی غلطی معلوم نہ ہو سکی تو وہ تمام عمر اس غلط جواب کو ہی صحیح سمجھتا رہے گا۔

استاد کو اپنے تمام شاگردوں کے ساتھ ہمیشہ نرمی، شفقت اور محبت کا طریق اختیار کرنا چاہئے جس طرح استاد کا رتبہ باپ کے برابر ہے اسی طرح اپنے شاگردوں کو بھی اپنے بیٹوں کا مقام دینا چاہئے۔ اگر ان سے کوئی کوتاہی یا کوئی غلطی سرزد ہو بھی جائے تو استاد حتی الوسع نرمی اور درگزر سے کام لے اگر کچھ سختی درکار بھی ہو تو استاد کچھ ایسے طریقے اختیار کرے جس سے استاد اور شاگرد کے رشتہ میں کوئی دراڑ آنے کا خطرہ نہ ہو۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ استاد طالب علم کے کردار اور اس کی سیرت کو سنوارنے کا بھی بہت حد تک ذمہ وار ہوتا ہے اس لئے اس پر لازم ہے کہ وہ ہر موقعہ پر اپنے شاگردوں کو برائی سے دور رہنے اور ہر قسم کی بداخلاقی کو ترک کرنے کی نصیحت کرتا رہے اور اس راہنمائی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔ اس معاملہ میں استاد کو چاہئے کہ وہ ایک اچھے معالج کا کردار ادا کرے۔ وہ ہر قدم پر اپنے شاگردوں کو محبت، پیار اور اشارہ کنایہ سے بری باتوں اور غلط عادات سے روکنے کی کوشش کرتا رہے یعنی اس معاملہ میں وہ کوئی ایسا حکیمانہ طریقہ کار اختیار کرے جس سے طالب علم کی اصلاح ممکن ہو سکے۔

استاد کا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کے دل میں زیادہ سے زیادہ علوم کے حصول کا شوق پیدا کرے۔ وہ خود جس علم کی تدریس کرتا ہے اس کی بے جا تعریف نہ کرے اور باقی تمام علوم میں سے کبھی بھی کسی کی برائی بیان نہ کرے کیونکہ اس سے طالب علم کے دل سے علم کی قدر ومنزلت جاتی رہتی ہے۔

یہ تو تھے استاد کے پیشہ وارانہ فرائض میں سے کچھ جن کا براہ راست تعلق تدریس کے عمل کے ساتھ تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے علاوہ کچھ ایسے فرائض بھی ہیں جن کا تعلق استاد کی اپنی سیرت اور کردار سے ہوتا ہے۔ چونکہ ہر استاد اپنے شاگردوں کے لئے ایک نمونہ ہوتا ہے اس لئے اس کا اپنا کردار طلباء کی سیرت سازی کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ استاد کا بچوں کی سیرت سازی کے لئے ہر وقت اپنا محاسبہ کرنا بھی اس کے فرائض میں ہی شامل ہے اور یہ کام بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ پیشہ وارانہ فرائض۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو استاد کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے علم پر کبھی بھی فخر نہ کرے اور اپنے علم کو کبھی دکھاوے کے لئے بھی استعمال نہ کرے۔ وہ کبھی بھی دوران ادائیگی فرائض تدریس کسی بھی ایسے مسئلہ میں نہ الجھے جس سے کسی بھی قسم کا فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ استاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ سادگی اپنائے اور اپنے شاگردوں پر بھی سادگی کی اہمیت کو واضح کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ اپنے طلباء کو برائیوں سے بچنے کی ترغیب دے اور بھلائی کی نصیحت بھی ضرور کرے لیکن ان سب کاموں کے لئے سب سے پہلے وہ کوشش کرے کہ اپنے شاگردوں کے روبرو ایک باعمل عالم کے رنگ میں پیش ہو اور اپنے علم پر عمل کرنے والا ہو۔ یہ بات یقینی ہے کہ اگر استاد خود ایک اعلیٰ نمونہ بن کر دکھائے گا تو شاگردوں پر اس کی سیرت اور اس کے کردار کا مثبت اثر ضرور پڑے گا۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مقدس پیشے سے منسلک تمام افراد کو اعلیٰ اقدار کا حامل بنائے وہ کماحقہٗ اپنے کردار کو ادا کرنے والے اور اپنے فرائض کو بجالانے والے ہوں تاکہ ان کی شخصیت ان کے شاگردوں کے لئے مشعل راہ اور روشنی کا بلند وبالا مینار بن سکے۔ (آمین)

مکرم سید سعید الحسن شاہ صاحب

میرے والد محترم سید حمید الحسن شاہ صاحب کی یاد میں

میرے والد صاحب مورخہ 12 جون 2013ء کو ہارٹ اٹیک کے نتیجے میں وفات پا گئے وفات کے وقت ابا جی کی عمر 73 سال کے قریب تھی۔

ابا جی اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے اور پورے خاندان میں اکیلے احمدی تھے ہمارے خاندان میں احمدیت کا آغاز دادا جان مکرم مولانا عبدالوہاب حجازی کے ذریعہ ہوا جن کا شمار علماء اہل حدیث میں ہوتا تھا جن کا تعلق امرتسر کے موضع سلطان ونڈ سے تھا اور وہ پاکستان بننے کے بعد نشاط ملز لائل پور موجودہ فیصل آباد کے خطیب تھے اور ایک رویا صالحہ کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئے۔

محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب جو اس وقت وہاں مربی سلسلہ تھے کے ذریعہ احمدیت قبول کر لی۔ قبول احمدیت کے بعد دادا جی نے اپنے بیٹے یعنی میرے والد صاحب کو بھی احمدیت کا کہا لیکن انہوں نے جواب دیا کہ آپ احمدیت میں داخل ہوگئے ہیں لیکن میں خود تحقیق کروں گا اور اگر اس رستے کو حق پایا تو مانوں گا چنانچہ کچھ عرصہ تحقیق حق اور تلاش حق کے بعد احمدیت قبول کر لی۔ احمدیت کا راستہ انتہائی مشکلات سے پر تھا لیکن اللہ کی خاطر انہوں نے سب مصائب برداشت کئے۔ چونکہ دادا جان نشاط ملز کے خطیب تھے اس لئے خطیب کا بیٹا ہونے کی وجہ سے لحاظ داری کرتے ہوئے آپ کو بھی وہیں ملازمت ملی ہوئی تھی اب جب دادا جان احمدی ہوئے اور انہوں نے سب مقتدیوں کو اکٹھا کیا اور بتایا کہ اللہ نے انہیں خبر دی ہے کہ احمدیت اللہ کا راستہ ہے اور جس وجود نے آنا تھا وہ آ گیا ہے اس لئے سعادت مندی اسی میں ہے کہ اسے قبول کر لو اور اب اپنا خطیب کوئی اور ڈھونڈ لو یہ خبر ان کے لئے اتنی تکلیف دہ تھی کہ دادا جان کا مکمل سوشل بائیکاٹ ہو گیا ملز والوں نے مکان اور تمام مراعات واپس لے لیں دادا جان تہی دامن ہوگئے اور فیصل آباد سے ملحقہ موضع گٹ والا میں اپنا کچا مکان بنا لیا۔ دادا جان کے بڑھاپے کا کل سہارا ان کے اکیلے بیٹے تھے قبول احمدیت کوئی چھوٹا سا جرم تو نہیں تھا اور نہ اب ہے کہ صرف باپ کو سزا دی جائے چنانچہ والد صاحب جو اس وقت شادی شدہ تھے کو بھی اس نوکری سے ہاتھ دھونے پڑے اور یوں باپ بیٹا گھر بیٹھ گئے۔ یہ تکالیف کا زمانہ بھی کئی رحمتوں کو لئے ہوئے تھا۔

والد صاحب نے گو کچھ دینی علوم غیر از جماعت کے مدارس سے حاصل کیے ہوئے تھے بالخصوص قران کریم، صحیح بخاری اور صرف ونحو لیکن دنیاوی لحاظ سے صرف آٹھویں پاس کی ہوئی تھی لیکن خدا کے نوازنے کے اپنے رنگ ہوتے ہیں مل سے نکال دیئے گئے اور بالکل بیکار ہوگئے۔ ایک احمدی نے ان کو واپڈا میں ALM یعنی اسسٹنٹ لائین مین رکھوا دیا اور یوں اللہ نے رزق کے اور دروازے کھول دیئے اور پھر ترقی کرتے کرتے 17 ویں گریڈ سے ریٹائرڈ ہوئے۔ لائین سپرنٹنڈنٹ گریڈ 2 کے ساتھ ہی آپ کی ٹرانسفر ڈسکہ میں ہوگئی اور ٹریننگ کے لئے فیصل آباد جانے کا پروانہ آ گیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے انتہائی تکلیف دہ صورتحال سے نجات بخشی۔ فیصل آباد کے اس ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں بھی احمدیت کی عجیب شان ظاہر ہوئی جیسا کہ اکثر اداروں کا دستور ہے صبح کا آغاز اکٹھے ہو کر تلاوت قرآن کریم سے ہوتا ہے وہاں بھی روزانہ تلاوت ہوتی تھی ایک دن انسٹرکٹر نے اسمبلی میں ابا جی کو کہا کہ آپ تلاوت کریں اللہ تعالی نے آپ کو لحن داودی عطا فرمایا ہوا تھا آپ بچپن سے ہی انتہائی دلکش تلاوت کیا کرتے تھے چنانچہ جب آپ نے تلاوت کی تو سب نے خوب سراہا دوسرے دن بھی انسٹرکٹر نے آپ کو بلایا اگلے دن بعض حاسدین جن کو پتہ تھا کہ آپ احمدی ہیں انسٹرکٹر کے پاس گئے کہ کیا آپ کو پتہ ہے کہ یہ شخص قادیانی ہے اور آپ اس کو تلاوت کے لئے کہتے ہیں آئندہ ایسا نہ ہو۔ انسٹرکٹر ایک شریف النفس اور بارعب شخصیت کے مالک تھے اسمبلی میں سب کو بلایا اور کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ قادیانی ہیں اس لئے تلاوت نہ کریں مجھے ان سے بہتر تلاوت قرآن والا کوئی نظر نہیں آیا اس لئے آئندہ سے یہی تلاوت کیا کریں گے اور یوں اللہ تعالی نے احمدیت کو ایک اور رنگ میں فتح عطا کی۔ ابا جی ایک نڈر احمدی تھے

ساری عمر دفتر جاتے ہوئے سر پر جناح کیپ رکھتے اور موٹر سائیکل پر ایک آدھ الفضل کی کاپی ہوتی

جہاں کہیں بھی تبادلہ ہوتا پہلے دن ہی عملے کو بلاتے اور کہتے دیکھو میں اللہ کے فضل سے احمدی ہوں جسے بعض مرزائی یا قادیانی بھی کہتے ہو اگر میرے ساتھ کھانا ہو تو بسم اللہ اگر نہیں تو کوئی شکوہ نہیں لیکن یہ مت کہنا کہ اس نے بتایا ہی نہیں اور ہمارے ایمان خطرے میں پڑ گئے۔ اللہ تعالی نے احمدیت کی وجہ سے ہر جگہ غیر معمولی عزت عطا فرمائی اور ہمیشہ افسران بالا تعریف کرتے تھے گو بعض اوقات احمدیت کی وجہ سے تکالیف کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

ابا جی ایک کامیاب داعی الی اللہ تھے اور آپ کی کوششوں سے کئی سعید روحیں احمدیت میں داخل ہوئیں۔ دعوت الی اللہ کے لئے آپ کا خاص انداز تھا جب بھی کوئی دفتر میں آتا اس کی خاطر تواضع بھی کرتے توجہ سے مسئلہ کو سنتے اور ذاتی دلچسپی لے کر مسئلہ حل کرواتے اور پھر کہتے کہ تمہیں پتہ ہے میں نے یہ سارا کام کیوں کروایا کیونکہ میرے پیر ومرشد نے ہمدردی خلق کا کہا ہے یہاں سے بات شروع ہوتی اور پھر روابط بڑھ جاتے اور بعض دفعہ نتیجہ بیعت کی صورت میں نکلتا۔ چونکہ علاقے میں جان پہچان کافی زیادہ تھی اس لئے دعوت الی اللہ کا خوب موقعہ ملتا بہت سی بیعتیں کروانے کا موقعہ ملا۔

ابا جی کا ایک خاص وصف مہمان نوازی تھا جس کا خاص تعلق جماعتی مہمانوں سے ہوتا تھا خاکسار نے جب سے آنکھ کھولی گھر میں ہمیشہ جماعتی مہمانوں کو دیکھا۔ مربیان کرام، انسپکٹران اور مرکز سے دیگر آنے والے بزرگ کبھی ناشتے پہ نظر آتے تو کبھی رات کے کھانے پر۔ خاکسار جامعہ میں نیا نیا داخل ہوا مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ہمیں کلام پڑھاتے تھے جب میرا پتہ چلا کہ سمبڑیال سے ہوں اور شاہ صاحب کا بیٹا ہوں تو ساری کلاس میں ابا جی کی مہمان نوازی کا واقعہ سنایا جو میرے لئے بھی نیا تھا۔

سمبڑیال میں مرکز سے آنے والے کم وبیش ہر کسی کو آپ کے گھر کا پتہ ہوتا تھا۔

خلافت کے ساتھ ہمیشہ وفا کا تعلق رکھا ہر خوشی غمی کے موقعہ پر خلیفہ وقت کی خدمت میں ہمیشہ دعا کا خط لکھتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ گوجرانوالہ میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) کے آنے کا پروگرام تھا ساری جماعت بیت الذکر کے پاس استقبال کے لئے موجود تھی ابا جی لائین مین تھے ان کو چھٹی نہ ملی کہتے تھے کہ میں بڑا افسردہ تھا کہ چھٹی نہیں ملی وگرنہ حضور کا دیدار ہو جاتا اسی حالت میں سائیکل چلا رہا تھا کہ شہر سے باہر ایک ٹیوب ویل کے کنارے کچھ کاریں نظر آئیں اور یوں لگا کہ حضور کا قافلہ ہے جلدی سے قریب گیا تو محافظوں نے روکا کہ آپ کون ہیں ابا جی نے بتایا کہ میرا نام حمید الحسن ہے میں احمدی ہوں اور اسی علاقہ میں لائین مین ہوں حضور کے قافلہ کو دیکھا تو سلام کرنے آ گیا ہوں اتنی دیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پوچھا کہ کیا بات ہے محافظوں نے بتایا حضور سید حمید اللہ نام کے احمدی ہیں جو آپ سے ملنا چاہتے ہیں حضور نے فرمایا حمید اللہ نہیں بلکہ حمید الحسن ہیں انہیں آنے دیں ابا جی نے سلام کیا تو بڑی شفقت سے حال احوال پوچھا پھر فرمایا آپ کی امی کا اب کیا حال ہے قربان جایئے آقا کی غلام پروری پر ایک معمولی سے غلام کو بھی یاد رکھا ہوا تھا جو اکثر دعا کا خط لکھتا تھا پھر فرمایا کہ آپ تو اس علاقہ کے افسر ہیں ابا جی نے کہا حضور افسر کہاں ایک معمولی سا لائین مین ہوں فرمایا جب لوگوں کی بجلی خراب ہوتی ہے تو آپ ہی ٹھیک کرتے ہیں اس لئے آپ ہی اس علاقے کے افسر ہیں اللہ تعالی نے اپنے خلیفہ کی اس بات کو عجیب رنگ میں پورا کیا کہ ایک عرصے کے بعد جب ابا جی سپرنٹنڈنٹ گریڈ ون بنے تو یہی علاقہ ابا جی کے پاس تھا گویا ابا جی اس علاقے کے افسر بن گئے۔

ابا جی کو اکثر سچی خوابیں آتی تھیں مستجاب الدعوات تھے بارہا اللہ تعالی نے دعاؤں کو عجیب رنگ میں سنا اور قبولیت عطا فرمائی۔ کہنے لگے ایک دفعہ پیسوں کی شدید ضرورت تھی اور کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی اللہ کے حضور خوب دعا کی دعا کے بعد جا رہے تھے کہ دیکھا کہ پانی کے اوپر ایک گھونسلا بہتا جا رہا ہے جس کے اوپر کچھ بالکل نئے نوٹ پڑے ہوئے تھے اور ابا جی نے اٹھا لئے اور گننے پر معلوم ہوا کہ اتنے ہی تھے جتنی ضرورت تھی۔

خاکسار کی شادی کے سلسلہ میں جب بات چیت چل رہی تھی تو درمیان میں تقریباً تعطل سا آ گیا ایک دن کہنے لگے مجھے آواز آئی ہے بشریٰ لکم اس کی تفہیم یوں ہے کہ رشتہ لازمی ہوگا اور دوسرے یہ کہ چونکہ لڑکی کا نام بشریٰ ہے اس لئے بتایا گیا ہے کہ وہ ہمارے لئے ہے اور یوں بعد میں حالات اسی طرح ہوگئے۔

ابا جی کا دعاؤں پر غیر معمولی انحصار تھا۔ ابا جی کی وصیت بڑی پرانی تھی آپ نے جائیداد کا ایک حصہ ادا کر دیا تھا جبکہ کچھ رہتا تھا۔ 2007ء میں آپ کو ہارٹ اٹیک ہوا اللہ نے فضل فرمایا علاج کے نتیجہ میں بہت بہتر ہو گئے لیکن اب فکر تھی کہ حصہ جائیداد مکمل ادا ہو جائے جو اب بھی کم وبیش سوا لاکھ کے قریب تھا اور بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی اللہ تعالی کے حضور دعا کرنے لگے۔ خدا تعالیٰ نے غیب سے عجیب سامان پیدا کئے۔ واپڈا نے ایک سکیم کا اعلان کیا جس کے تحت پنشنرز جن کی عمر ایک خاص لیول تک ہو کو فائدہ ہوسکتا تھا۔ آپ بھی اسی زمرہ میں آتے تھے بہرحال درخواست جمع کروا دی ہیڈ کلرک نے درخواست لے تو لی لیکن کہا کہ شاہ صاحب یہ سب دکھاوا ہے گورنمنٹ نے کسی کو کچھ بھی نہیں دینا۔ کچھ مدت گزر گئی اور بات آئی گئی ہو گئی۔ ایک دن میرے بھائی نے جو واپڈا میں ملازم ہیں نے بتایا کہ لگتا ہے اکاؤنٹ کو غلطی لگی ہے اور آپ کے اکاؤنٹ میں کافی بڑی رقم غلطی سے ٹرانسفر ہوگئی ہے۔ آپ اکاؤنٹنٹ کے پاس گئے اور رقم کے متعلق پوچھا اس نے کہا شاہ جی مبارک ہو کچھ عرصہ قبل کی سکیم کے تحت آپ کو یہ رقم ملی ہے۔ ابا جی نے یہ رقم لی اور سیالکوٹ سے سیدھے ربوہ دفتر وصیت پہنچ گئے اور اپنا حصہ جائیداد ادا کر دیا گھر میں اس لئے نہ لائے کہ ہزاروں ضرورتیں ہوتی ہیں مبادا کہیں خرچ ہو جائیں۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پر بیٹھے اور اس موقعہ پر آپ کی خلافت کے متعلق خوابیں جمع کی گئیں اور ایم ٹی اے نے بھی دکھائیں بعد میں مکرم ومحترم امام عطاء المجیب راشد صاحب نے انہیں کتابی شکل میں انگریزی میں جمع کر دیا جو اس میں 13 ویں نمبر پر ابا جی کی خواب درج ہے۔

ابا جی کی بعض عادتیں خاکسار نے آنکھ کھولنے کے ساتھ ہی دیکھیں ان میں سے ایک تہجد تھی جب بھی دیکھا فجر کی نماز سے پہلے اللہ کے حضور گڑگڑاتے دیکھا دوسری چیز فجر کی نماز کے لئے سب کو جگانا اور نماز باجماعت کی ادائیگی۔ آپ کے جگانے کا انداز بھی بڑا ہی پیارا اور عجیب ہوتا تھا تمام بچوں کو جگا رہے ہیں اور ساتھ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا کلام اکثر گنگناتے۔

نہ روک راہ میں مولیٰ شتاب جانے دے
کھلا تو ہے تیری جنت کا باب جانے دے

پھر سارے بچوں کو نماز باجماعت کے لئے بیت الذکر لے کر جاتے۔

نماز باجماعت کے لئے کافی تگ ودو کرتے صبح کی نماز کے لئے لازمی پہنچیں گے چاہے کوئی ہو یا نہ ہو ان کی نماز بیت الذکر میں ہوگی اور اگر گھر میں ہیں تو باقی نمازوں کا بھی یہی حال تھا بعض دفعہ گھر میں آنے والے مہمان نماز سے بہت متاثر ہوتے اور بعض جو باجماعت کے عادی نہیں تھے ان کے لئے کچھ مشکل بھی ہوتا تھا۔ آخری مہینوں میں جب ملکی حالات کافی خراب تھے اور بیت الذکر میں جانا بعض کی نظر میں مشکل تھا لیکن والد صاحب کی پنجوقتہ نماز بیت الذکر میں ہی ہوتی تھی گھر کے تمام افراد کی نمازوں کا فکر رہتا تھا نماز کے بعد لمبی اور خوبصورت تلاوت کیا کرتے میرا خیال ہے اکثر یہ تلاوت ایک پارہ سے زیادہ ہوتی تھی۔

ابا جی کی ایک اہم خوبی قرآن سے محبت تھی اگر شمار کیا جائے تو آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ جائے گی جنہوں نے آپ سے یسرنا القرآن، قرآن اور ترجمۃ القرآن سیکھا۔ جہاں پر بھی رہے قرآن کلاسز کا اہتمام لازمی کرتے رہے۔ بعض بڑی عمر کے افراد کو بھی قرآن پڑھایا۔ بتایا کرتے تھے کہ 1974ء میں گوجرانوالہ میں شہید ہونے والے باپ بیٹا مکرم افضل کھوکھر صاحب اور ان کے قابل فخر بیٹے اشرف کھوکھر صاحب نے ان سے قرآن سیکھا۔ سمبڑیال کی جماعت کا شائد ہی کوئی ایسا فرد ہوگا جو کہہ سکے کہ ابا جی سے قرآن نہیں پڑھا۔ جس دن فوت ہوئے اس دن بھی قرآن کی کلاس لی۔

ابا جی کو قرآن کریم کا کافی حصہ زبانی یاد تھا۔ جب مجلس انصار اللہ نے آل پاکستان علمی ریلی کا انعقاد کیا اور حفظ القرآن کے لئے آخری پارہ مقرر کیا تو بڑے شوق سے اسے یاد کیا اور حفظ القرآن میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ اس سال تلاوت قرآن، نظم، مقابلہ تقریر وغیرہ میں بھی پوزیشنز لیں اور سال کے بہترین ناصر کا انعام بھی حاصل کیا۔ اور حضور ایدہ اللہ جو اس وقت ناظر اعلیٰ تھے کے بابرکت ہاتھوں سے انعام حاصل کیا۔ اگلے سال انتیسواں پارہ تھا اسے بھی حفظ کیا اور اپنی پوزیشن برقرار رکھی اور پھر کئی سال علمی ریلیوں کا حصہ بن گئے۔

ابا جی کی زندگی کا ایک انتہائی اہم پہلو نظم خوانی تھا ابا جی واپڈا میں ملازم تھے اور ملازمت کی وجہ سے اتنا وقت نہ تھا کہ پاکستان لیول پر کسی بھی مقابلہ میں کبھی بھی حصہ لیا ہو گو مجلس یا مقامی جماعتی پروگرامز میں تلاوت یا نظمیں وغیرہ پڑھ لیتے تھے لیکن ملازمت سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد نظموں کی طرف خصوصی توجہ کی اور پھر اللہ نے اس میدان میں خوب خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ ضلعی اور مقامی سطح پر نظم میں ہمیشہ پہلی پوزیشن لیتے رہے۔ پھر سیالکوٹ ضلع کے تقریباً ہر جلسے میں تلاوت اور نظم پڑھنے کی تو سعادت نصیب ہوتی رہی بعض دفعہ امیر صاحب ضلعی عاملہ کے اجلاس میں بھی نظم کی فرمائش کر دیتے جب انصار اللہ نے علمی ریلیوں کا آغاز کیا تو پھر پاکستان کی سطح پر خوب اور بھرپور نظمیں پڑھنے کا موقعہ ملا۔ 2007ء کی علمی وسپورٹس ریلی کی یادگار نظمیں جن کو ایم۔ٹی۔اے نے بارہا پیش کیا۔ پھر مکرم ومحترم استاذی المکرّم چوہدری محمد علی صاحب مضطر عارفی کا کلام بالخصوص ان کی کتاب اشکوں کے چراغ کی تقریب رونمائی میں تمام نظمیں آپ نے پڑھیں۔

اس کے بعد خلافت جوبلی کے حوالے سے ہونے والے مشاعروں میں جو بشمول ربوہ سارے ملک کے مختلف شہروں میں ہوئے آپ شامل ہوئے اور حضرت مسیح موعود اور دیگر شعراء کا کلام پڑھا۔ ابا جی کو جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہونے کی کئی دفعہ توفیق ملی اور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کئی دفعہ نظمیں پڑھنے کی عظیم سعادت حاصل ہوئی۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے دوران دو دفعہ موقعہ ملا اسی طرح قادیان میں ہونے والے مشاعروں کا بھی ابا جی حصہ رہے۔ بالخصوص سانحہ لاہور کے بعد ہونے والا مشاعرہ بڑا یادگار تھا جو آہوں اور سسکیوں پر مشتمل تھا اس میں ابا جی نے ڈاکٹر عامر صاحب کی نظم پڑھی جو بہت یادگار تھی MTA نے بھی اس مشاعرہ کو پیش کیا تھا ابا جی کی پڑھی ہوئی اکثر نظمیں یوٹیوب اور الاسلام ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔ ابا جی بھی بہت باذوق تھے مولانا حالی اور علامہ اقبال سے کافی متاثر تھے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے کلام سے بہت محبت اور عقیدت تھی اور شاعری بھی کرتے تھے گو آپ نے بہت کم نظمیں لکھی۔

قادیان جلسہ کے دوران بیت اقصیٰ اور سرائے طاہر میں تہجد باجماعت پڑھانے کی توفیق بھی ملتی رہی۔ ابا جی کی زندگی کے بعض واقعات بڑے انمول تھے اور ان کی قوت ارادی پر دلیل تھے ابا جی کو جوانی سے سگریٹ پینے کی عادت تھی اور بڑی کثرت سے پیتے تھے ایک دفعہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے موقعہ پر دارالضیافت کے باہر کھڑے تھے اور سگریٹ پی رہے تھے چونکہ سر پر جناح کیپ پہنی ہوئی تھی اور داڑھی بھی تھی ساتھ چشمہ بھی لگایا ہوا تھا گویا مربی سلسلہ ہوں ایک دو دوست قریب سے گزرے لیکن بڑی بری نظروں سے دیکھتے ہوئے۔ ابا جی پریشان ہوگئے کہ کیا وجہ ہے جو اس طرح کا ری ایکشن ہوا ہے پھر غور کیا تو سوچا کہ اوہو وہ گزرنے والے تو مجھے مربی سمجھ رہے تھے اس لئے ان نظروں سے دیکھ رہے تھے اچھا اب میں عہد کرتا ہوں کہ آج کے بعد سیگریٹ نہیں پیئوں گا ان کو وہیں پھینک دیا اور پھر ساری عمر کبھی سیگرٹ نہ پیے۔

خاکسار جب میٹرک کے بعد جامعہ میں داخلہ کے لئے ربوہ گیا اور ابا جی بھی ساتھ تھے انٹرویو کے بعد معلوم ہونے پر کہ جامعہ میں داخلہ مل گیا ہے ابا جی اتنے خوش ہوئے کہ ایک دوست کی دکان پر مٹھائی منگوائی اور دوستوں کو کھلائی اور بتایا کہ میرے والد کی خواہش تھی کہ میں عالم دین بنوں مگر دنیا داری کی وجہ سے یہ ہو نہ سکا اب شکر ہے اللہ نے میرے بیٹے کو خدمت دین کے لئے چن لیا ہے۔

ابا جی چونکہ سیالکوٹ شہر میں لمبا عرصہ تک تعینات رہے اس لئے گورنمنٹ آفیسرز کے ساتھ کافی گہرا تعلق بن گیا تھا ان تعلقات کو احمدیوں کے مسائل حل کرنے کے لئے استعمال کرتے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی کئی ضرورتمند گھر آجاتے بالخصوص واپڈا کے مسائل لے کر اور آپ اپنا وقت نکال کر ان کے مسائل حل کروا دیتے۔

ابا جی کی احمدیت کی وجہ سے بعض دفعہ دفتر میں بھی مخالفت ہوتی رہتی تھی اس کے علاوہ بعض مقدمات بھی بنے ان میں سے ایک 295 سی کے تحت درج ہوا جو بعد میں 298 میں بدل گیا ایک عرصہ تک یہ مقدمہ چلتا رہا۔

ابا جی کو ایک سعادت یہ بھی تھی کہ مختلف حیثیتوں میں ہمیشہ جماعتی خدمات کی توفیق ملتی رہی اور مختلف جماعتی عہدوں پر فائز رہے آپ صدر مقامی، قائد خدام الاحمدیہ، زعیم انصار اللہ بھی رہے اس کے علاوہ ضلعی سطح پر ناظم تعلیم القرآن، ناظم رشتہ ناطہ اصلاح وارشاد، نگران حلقہ انصار اللہ تھے اسی طرح علاقائی عاملہ میں ناظم تعلیم القرآن بھی تھے بعض دفعہ امیر صاحب ضلع بعض ثالثی فیصلوں کے لئے بھی بھجوا دیتے تھے۔ وفات والے دن بھی وفات سے دو تین گھنٹے پہلے ایک ثالثی فیصلے کے لئے سمبڑیال میں کہیں گئے ہوئے تھے۔ ابا جی سمبڑیال کے مستقل امام الصلوٰۃ تھے چونکہ قرآن کریم کا کافی حصہ زبانی یاد تھا اس لئے رمضان المبارک میں نماز تراویح پڑھانے کی سعادت ملتی رہی۔ مجلس مشاورت میں سالہا سال تک نمائندہ شوریٰ کے طور پر شریک ہوتے رہے۔

ابا جی کی وفات بھی بڑے عجیب رنگ میں تھی۔ 2007ء میں ہارٹ اٹیک ہوا تشخیص پر معلوم ہوا کہ دو وال بند ہو رہے ہیں طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ نے دو سٹنٹ ڈال دیئے جس کے نتیجہ میں معمول کی زندگی گزار رہے تھے گو دل کی دوائیاں بھی لیتے تھے اور بعض دفعہ صحت کے مسائل بڑھ جاتے تھے لیکن عمومی طور پر ٹھیک تھے۔ وفات سے دو تین مہینے پہلے گھٹنوں میں اچانک شدید درد اٹھا جس کی وجہ سے چلنے پھرنے میں دقت تھی اس کے باوجود نماز کے لئے بیت الذکر ہی جاتے تھے کبھی پیدل تو کبھی کسی بیٹے کو کہہ دیتے کہ موٹر سائیکل پر بیت الذکر چھوڑ آئیں بعض دفعہ ظہر کی نماز پر جانا اور عصر کی نماز پڑھ کر آنا لیکن جماعتی کام پوری دلجمعی سے کر رہے تھے قرآن کریم کی کلاسز لے رہے تھے اپنی وفات والے دن بھی بچوں کی کلاس لی۔ بعد میں کسی ثالثی فیصلہ کے لئے صدر صاحب جماعت اور مربی صاحب سمیت گئے عشاء کے قریب گھر آئے کھانا وغیرہ سے فارغ ہوئے دس بجے کے قریب سو گئے گیارہ بجے کے قریب واش روم گئے اور آ کر لیٹ گئے دوبارہ پندرہ منٹ بعد گئے اور بڑی تیزی سے چارپائی پر بیٹھے امی نے کہا کیا بات ہے تو جواب نہیں دیا اس پر امی نے گھبرا کر بھائی کو آواز دی اور بھائی بھی اکٹھے ہو گئے تھوڑی دیر بعد ابا جی نے بڑی مشکل سے امی کو کہا کہ ان کا وقت آگیا ہے پھر خاموش ہوگئے اور جسم ڈھیلا چھوڑ دیا۔ بھائی نے کسی دوست کو فون پر گاڑی کے لئے بلایا پرائیویٹ ہسپتال لے کر گئے انہوں نے E.C.G کی اور بتایا کہ یہاں آنے سے پہلے ہی فوت چکے تھے گویا بمشکل کچھ منٹوں میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

ابا جی مالدار آدمی نہ تھے لیکن ان کی وفات پر غرباء اور بیوگان کی زبانی انکشاف ہوا کہ وہ ان کی مالی مدد بھی کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں اعلیٰ مقامات سے نوازے اور ہمیں بھی توفیق دے کہ والد صاحب کی نیکیوں کو برقرار رکھ سکیں۔ آمین

☆............☆............☆

بقیہ از صفحہ 3 رفقاء کوٹ قیصرانی حضرت مسیح موعود

پیروں کے پیر سیدنا اقدس مسیح موعود سے ملاقات ہوئی، شرف بیعت حاصل کیا تو تمام پیروں سے دست کش ہو گئے اور اسی نور کے شیدائی بن گئے۔

حضرت مائی عائشہ صاحبہ

حضرت مائی عائشہ صاحبہ مکرم سردار امام بخش خان صاحب کے اہل وعیال کے ہمراہ ان کے بچوں کی نگہداشت اور کام کاج کے لئے قادیان گئیں۔ اگرچہ آپ بالکل ان پڑھ اور دین سے بے بہرہ تھیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو قلب سلیم عطا کیا تھا۔ دوسری سعید روحوں کی طرح انہیں بھی شمع احمدیت سے منور ہونے کی توفیق ملی۔ آپ نے بیعت کر لی اور یہ پرواہ نہیں کی کہ واپس جانے کے بعد گھر والے، عزیز واقارب کیا سلوک کریں گے۔ آپ حضرت اقدس کی محبت میں سرشار رہتی تھیں، اکثر حضرت مسیح موعود اور قادیان کی باتیں بڑے پیار اور رقت قلب سے سناتیں۔ جو سامع کے دل پر گہرا اثر ڈالتی تھیں۔ آپ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے کئی بار وضو کے لئے حضرت مسیح موعود کے ہاتھوں پر پانی ڈالا تھا۔

حضرت مائی عائشہ صاحبہ کے رشتہ داروں نے ان کی بہت مخالفت کی اور احمدیت سے منحرف کرنے کی پوری کوشش کی۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ ہم آپ کا جنازہ نہیں پڑھیں گے، مگر حضرت مائی عائشہ صاحبہ نے کسی بھی مخالفت کی پرواہ نہیں کی اور فرماتی تھیں۔ اگر آپ میرا جنازہ نہیں پڑھیں گے تو میرے بیٹے اور جماعت کے احباب میرا جنازہ ادا کریں گے۔ ایک دفعہ آپ بہت زیادہ بیمار ہوگئیں، جب آپ پر غشی کی حالت طاری ہوگئی تو گھر کی کسی فرد نے آپ کو کوئی غلط بات سنائی۔ آپ سمجھ نہ پائیں اور اچھا کہا تو انہوں نے اخبار میں چھپوا دیا کہ آپ احمدیت سے منحرف ہوگئی ہیں۔ جب آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہوگئیں آپ نے تردید کی اور فرمایا کہ میں کسی حال میں احمدیت کو چھوڑ نہیں سکتی میں احمدی ہوں۔ آپ کی وفات پر بہت سے احباب کوٹ قیصرانی کے علاوہ بستی بزدار کے احباب بھی جنازہ میں شریک ہوئے۔

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

❁ مکرم ڈاکٹر نصیر احمد شریف صاحب معلم سلسلہ آرام باڑی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 21 ستمبر 2014ء کو رافعہ یاسین بنت مکرم چوہدری محمد یاسین صاحب آف کروناله آرام باڑی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کی تقریب آمین ہوئی۔ خاکسار نے عزیزہ سے چند آیات سنیں اور دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو قرآن پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تاریخ احمدیت ضلع شیخوپورہ

❁ امارت ضلع شیخوپورہ تاریخ احمدیت ضلع شیخوپورہ بشمول ضلع ننکانہ صاحب لکھ رہی ہے۔ اس ضمن میں قارئین الفضل سے درخواست ہے کہ تاریخ ضلع شیخوپورہ کے حوالے سے اگر کسی کے پاس کوئی مواد، واقعہ یا کوئی یادگار تصویر ہو تو مہیا کر دیں۔ بعد میں بحفاظت واپس کر دی جائے گی۔

رابطہ نمبر: 03343665494

Email:a_athar@ymail.com

saad200557@hotmail.com

tahir91@hotmail.com

(امیر ضلع شیخوپورہ)

درخواست دعا

❁ مکرم عقیل احمد صاحب کارکن نظارت اصلاح وارشاد مقامی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ماموں زاد بہن عزیزہ پھول صاحبہ بعمر 18 سال کا جرمنی میں ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ جس کے باعث شدید چوٹیں آئی ہیں۔ حالت تشویشناک ہے اور بیہوشی طاری ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

سانحہ ارتحال

❁ مکرم رانا طاہر احمد صاحب مربی ضلع خوشاب تحریر کرتے ہیں۔

مکرمہ شریفاں بیگم صاحبہ زوجہ مکرم محمد رفیق صاحب مرحوم آف محمد آباد سٹیٹ عمرکوٹ مورخہ 25/اگست 2014ء کو کنری ضلع عمرکوٹ میں وفات پا گئیں۔ مرحومہ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ اسی روز مکرم آصف احمد طاہر صاحب مربی ضلع عمرکوٹ نے کنری میں پڑھائی۔ بعدازاں میت ربوہ لائی گئی۔ اور 8:30 بجے بمقام دارالضیافت مکرم حنیف احمد ثاقب صاحب مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد آپ نے ہی دعا کروائی۔ مرحومہ بروقت نماز کی ادائیگی کا بہت خیال رکھتیں۔ تلاوت قرآن کریم باقاعدگی سے کرتیں۔ رشتہ داروں اور غرباء کا خیال رکھتیں۔ خلافت سے اطاعت اور محبت کا تعلق رکھنے والی تھیں۔ بوقت وفات چندہ وصیت اور حساب صاف تھا۔ مرحومہ نے اپنی اولاد چار بیٹے مکرم ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب ربوہ، مکرم ڈاکٹر عارف حسین صاحب کینیڈا، مکرم طارق محمود صاحب آف یوکے، مکرم ذوالفقار احمد صاحب کنری، تین بیٹیاں مکرمہ طاہرہ بی بی صاحبہ کوٹ عبدالمالک، مکرمہ ناصرہ صاحبہ کوٹ عبدالمالک، مکرمہ خالدہ بی بی صاحبہ محمد آباد ضلع عمرکوٹ، متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ سب سے بڑے بیٹے مکرم طاہر فاروق صاحب آف ربوہ آپ کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے۔ تمام بچے شادی شدہ ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

❁ مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ زوجہ مکرم مبارک احمد معین صاحب مربی ضلع شیخوپورہ تحریر کرتی ہیں۔

خاکسارہ کی والدہ محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری مقصود احمد چیمہ صاحب سابق صدر جماعت عزیز پور ڈوگری ضلع سیالکوٹ بقضائے الٰہی مورخہ 29/اگست 2014ء کو بعمر 70 سال وفات پا گئیں۔ موصوفہ بچپن سے ہی نمازوں کی پابند اور نماز تہجد باقاعدگی سے ادا کرنے والی، قرآن کریم کی تین وقت روزانہ تلاوت کرنے والی تھیں۔ مرحومہ دعا گو، مہمان نواز، خلافت سے محبت ووفا کا تعلق رکھنے والی اور خدمت خلق کرنے والی تھیں۔ ایک بیٹا مکرم منصور احمد احمدی صاحب صدر عزیز پور ڈوگری چھوڑے ہیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ اسی روز مکرم مبارک احمد معین صاحب مربی ضلع شیخوپورہ نے پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر مکرم مرزا منیر احمد صاحب مربی ضلع سیالکوٹ نے دعا کروائی اور تدفین مقامی قبرستان میں ہوئی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرماتے ہوئے رحمت ومغفرت کا سلوک فرمائے اور ہم سب کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کامیابی

❁ مکرم ملک لطف المنان صاحب وائس پریذیڈنٹ جے ایس بینک ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اعتصام احمد ولد مکرم ملک عبدالغفور خاں صاحب حلقہ مسلم پارک فیصل آباد نے کیمبرج کے امتحانات 2014ء میں O Level میں 6A* اور ایک A حاصل کیا ہے۔

اسی طرح حنا غفور بنت مکرم ملک عبدالغفور خاں صاحب حلقہ مسلم پارک فیصل آباد نے کیمبرج کے امتحانات 2013ء میں A Level میں 4A* اور دنیا بھر میں AS Level میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان دونوں کیلئے مبارک کرے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

❁ مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب مربی سلسلہ شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ چک 38 جنوبی ضلع سرگودھا مورخہ 21/اگست 2014ء کو مختصر علالت کے بعد بقضائے الٰہی کینیڈا میں وفات پا گئے۔ آپ کی عمر 72 سال تھی۔ مورخہ 23/اگست 2014ء کو بعد نماز مغرب ٹورانٹو میں مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے دن احمدیہ قبرستان ٹورانٹو میں تدفین ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ آپ 1942ء میں غوث گڑھ ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت میاں نور محمد صاحب آف غوث گڑھ رفیق حضرت مسیح موعود (یکے از 313 رفقاء) کے پوتے اور مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب نمبردار مرحوم کے بیٹے تھے۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کا گھرانہ چک 38 جنوبی ضلع سرگودھا میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ آپ نے بی اے ایل ایل بی کرنے کے بعد سرگودھا شہر میں وکالت کی۔ پھر مع اہل خانہ مستقل طور پر کینیڈا میں شفٹ ہو گئے۔ آپ ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ آپ کے ذاتی تعلقات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ احمدیت کے لحاظ سے دلیر اور نڈر تھے اور یہ جرأت اور بہادری آپ کو اپنے بزرگوں سے ورثہ میں ملی تھی۔ مستحقین کی حتی الامکان درپردہ مدد کرتے تھے اور ان کے مسائل کے حل میں ہر ممکن تعاون کرتے تھے۔ آپ نے اپنے پیچھے اپنی اہلیہ محترمہ امۃ النصیر بیگم صاحبہ (جو کہ خاکسار کی ماموں زاد بہن ہیں) کے علاوہ دو بیٹے مکرم محمد احسن احمد صاحب کینیڈا، مکرم محمد محسن احمد صاحب واشنگٹن امریکہ اور دو بیٹیاں مکرمہ سمیرا احمد صاحبہ اہلیہ مکرم عابد محمود کاہلوں صاحب کینیڈا اور مکرمہ فریحہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم ملک وقار احمد صاحب کینیڈا یادگار اور سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

تقریب سہ ماہی سوم

(مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ)

❁ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ کو مورخہ 23 ستمبر 2014ء کو بعد نماز مغرب بمقام ایوان قدوس سہ ماہی سوم 14-2013ء کی تقریب تقسیم انعامات منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ مہمان خصوصی مکرم طاہر جمیل احمد بٹ صاحب مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تھے۔ تلاوت، وعدہ اطفال اور نظم کے بعد سیکرٹری عمومی نے سہ ماہی سوم کی کارگزاری رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے بتایا کہ ربوہ کے کل 57 حلقہ جات میں عشرہ اطفال، 68 حلقہ جات میں جلسہ یوم والدین اور 3 ایام تربیت منائے گئے۔ ربوہ بھر کے 65 حلقہ جات میں سہ روزہ تربیتی پروگرام کا انعقاد ہوا۔ ماہ رمضان میں 210 مستحق خاندانوں میں راشن تقسیم کیا گیا۔ اس کے علاوہ مستحق اور معذور اطفال کو 840 عید گفٹس دیئے۔ 1 ہزار 848 اطفال نے فضل عمر ہسپتال میں مریضوں کی عیادت کی۔ 4 اجتماعی وقار عمل میں 9 ہزار 27 اور 25 جولائی کے مثالی وقار عمل میں 2 ہزار 833 اطفال نے حصہ لیا۔ اسی طرح حلقہ جات میں تعلیمی کلاس جاری رہی جس میں 2500 سے زائد اطفال شامل ہوتے رہے۔ 81 تفریحی ٹرپس کروائے گئے 2 ہزار 511 اطفال کا طبی معائنہ کروایا گیا۔ 164 کلو اجمیعاً کے پروگرام ہوئے۔ 157 انفرادی جبکہ 227 اجتماعی ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ ربوہ کے واقفین نو اطفال کی تعداد 1485 ہے جن میں سے 646 واقفین نو نے اپنی عمر کے لحاظ سے نصاب مکمل کر لیا ہے، دوران سہ ماہی واقفین نو بچوں کے بھی علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔

رپورٹ کے بعد مہمان خصوصی نے اطفال اور حلقہ جات میں انعامات تقسیم کئے، نصائح کیں اور دعا کروائی۔ آخر پر مہمانان کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

درخواست دعا

❁ مکرم بابر احمد صاحب دارالفتوح شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ بشریٰ اشرف صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اشرف صاحب مرحوم کمر کے مہروں کی وجہ سے کافی عرصہ سے بیمار ہیں اور صاحب فراش ہیں۔

اسی طرح خاکسار کے بھائی مکرم نسیم احمد صاحب کمزوری اور ضعف کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

پالک وزن گھٹانے میں مددگار

پالک غیر صحت مند کھانوں کی بھوک کی اشتہا کو کم کرتی ہے اور وزن گھٹانے میں مددگار ہے۔ ایک نئی تحقیق کے مطابق آئرن کا ایک اہم ذریعہ سمجھی جانے والی پالک وٹامن اے، وٹامن سی، وٹامن کے، میگنیشئم سے بھری ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے پتوں سے حاصل شدہ عرق وزن گھٹانے میں بہت مددگار ہے۔ تحقیق میں ظاہر ہوا کہ پالک کے پتوں کی جھلی میں غذائیت بخش نباتاتی اجزا تھیلاکوئڈز شامل ہوتے ہیں، پر مشتمل مشروب پینے سے حیرت انگیز طور پر جنک فوڈ کی طلب کم کرنے میں مدد ملتی ہے اور دن بھر پیٹ بھرا رہنے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

(روزنامہ دنیا 20 ستمبر 2014ء)

کرسی پر بیٹھ کر صرف 1 منٹ کیلئے میجک سٹک پکڑیں اپنا Body Analysis بذریعہ کمپیوٹر حاصل کریں۔
بلحاظ قد وزن جسم اور پیٹ پر چربی کی مقدار HIP/WAIST تناسب کی صورتحال
BMI اور BMR بازوؤں اور ٹانگوں میں توازن کی کیفیت وٹامنز کی کمی بیشی
معدنیات MINERALS کی صورتحال یہ سب WHO کے مقرر کردہ معیار کے مطابق حاصل کریں
FINE & THE BEST
FB
F.B ہومیو سنٹر فار کرانک ڈیزیز طارق مارکیٹ ربوہ
0300-7705078

BETA®
PIPES
042-5880151-5757238

ربوہ میں طلوع و غروب 29 ستمبر

طلوع فجر	4:39
طلوع آفتاب	5:58
زوال آفتاب	11:59
غروب آفتاب	5:59

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

29 ستمبر 2014ء

6:05 am	گلشن وقف نو
7:40 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 26 ستمبر 2014ء
11:55 am	حضور انور کے اعزاز میں افریقن ممالک کا ڈنر
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 19 دسمبر 2008ء
9:00 pm	راہ ہدیٰ
11:20 pm	افریقن ڈنر 2011ء

وردہ فیبرکس
اتحاد کاٹن 3P، کھدر 3P، لیلن 3P، اور اس کے ساتھ ساتھ سردیوں کی تمام نئی ورائٹی 2014-15 دستیاب ہے کسی بھی 3 سوٹ کی خریداری پر 1 سوٹ بالکل فری حاصل کریں
نیز لیلن کے بوتیک سٹائل کرتے بھی دستیاب ہیں
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ
0333-6711362

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
NASEEM JEWELLERS
23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS
پروپرائٹر: میاں وسیم احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان 6212837
Mob:03007700369

اعلان داخلہ او لیول (IGCSE)
☆ خدا کے فضل سے کیمبرج یونیورسٹی کے تحت (IGCSE) O, level کے منعقدہ امتحانات 2014ء ادارہ ہذا کا رزلٹ 100 فیصد رہا۔
خوشخبری
☆ اسی خوشی کے موقع پر 31 ستمبر تک ٹوئنکل سٹار اکیڈمی اور سٹار اکیڈمی ربوہ میں نرسری تا ہشتم بچوں کا داخلہ ایڈمیشن فیس کے بغیر لیا جائے گا۔
☆ نئی او لیول کلاسز کے لئے داخلہ ٹیسٹ یکم اکتوبر 2014ء کو ہوگا۔
مزید معلومات کیلئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کریں۔
سٹار اکیڈمی کالج روڈ ربوہ: 047-6213786
ٹوئنکل سٹار اکیڈمی ناصر آباد شرقی ربوہ: 047-6211872

FR-10